آہ! سیّد ذوالکفل بخاریؒ

پروفیسر خالد شبیر احمد

آنسو میری ہی آنکھوں سے پیہم نہیں رواں
ذوالکفل تیری موت پر روتا ہے اک جہاں

رکھے گی اُس کو یاد یہ دنیائے رنگ و بو
حد درجہ پاکباز تھا جو مردِ نیک خُو

شاعر، ادیب اور محقق تھا بے گماں
افکارِ دینِ حقّہ کا بے مثل ترجماں

ہر آن اُس کے دل میں تھی مکّے کی آرزو
اسلافِ باوقار کی تصویر ہُو بہو

اطوار جس کے سیرتِ اطہر سے بہرہ مند
علم و عمل کی دنیا کا فرزندِ ارجمند

ادب، شعور، دنیا میں وہ عام کر گیا
دو دن کی زندگی میں بڑا کام کر گیا

الفاظ اُس کے تھے کہ نگینے جڑے ہوئے
تھے طشتری میں ذوق کے موتی پڑے ہوئے

اس دَورِ انحطاط میں اک دیدہ ور تھا وہ
دنیائے شعر و علم میں کامل نظر تھا وہ

وہ شخص کیا کہ کشتۂ سوز و گداز تھا
وہ مرد حق پرست تھا وہ پاکباز تھا

وہ خوش کلام کرتا تھا محفل میں جب کلام
ہوتے تھے فیض یاب سب افرادِ خاص و عام

گہری نظر تھی اُس کی علوم و فنون پر
تھا ناز اُس کو دولتِ عشق و جنوں پر

دنیائے ذوق و شوق کا لیے مثل شہر یار
احرار جن کی موت پہ ہیں سارے اشکبار

خاؔلد ہر اک سمت سے آتی ہے یہ صدا

''ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے''

☆☆☆